ڈاکٹر عبدالحق انصاری

امیر جماعت اسلامی ہند

اتحاد ملت۔ مسائل اور ان کا حل

یآیھا الّذین آمنوا اتّقوا اللّٰہ حق تقاتہ ولاتموتنّ الاّ وانتم مسلمون۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا وّلاتفرّقوا۔ واذکرو نعمۃ اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداء فالّف بین قلوبکم فا صبحتم بنعمتہ اخواناء وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النّار فانقذکم منھا، کذالک یبیّن اللّٰہ لکم آیاتہ لعلّکم تھتدون۔(سورہ آل عمران:۱۰۳۔۱۰۲)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے۔تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔تم لوگ آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے۔ اللہ نے تم کو اس (میں گرنے) سے بچالیا۔ اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے۔شاید کہ ان علامتوں سے تمھیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آجائے۔“

یہ دراصل اتحاد کی دعوت ہے جو ہمارے رب نے ہم اہل ایمان کو دی ہے جو اس کتاب ہدایت پر ایمان رکھتے ہیں۔وہ ہمیں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور ہم سے پورے خلوص کے ساتھ اطاعت وخودسپردگی کا مطالبہ کرتا ہے۔ دین پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ زندگی کے تمام معاملات کو اس کی مرضی کے مطابق انجام دینے، اپنے تمام اختلافات کو ختم کردینے، باہم الفت ومحبت کی فضا پروان چڑھانے اور ایک ساتھ مل کر جسد

واحد کی طرح کام کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر ہم اس قعر مذلت میں گرنے سے اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں جس میں آج ہم گر گئے ہیں اور اسی راہ پر چل کر ہم جہنم کی اس آگ سے بھی خود کو محفوظ رکھ سکتے ہیں جو کل پیش آنے والی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اس وقت کو یاد کریں جب دور جاہلیت میں ہمارے آباء واجداد باہم تفرقہ میں پڑے ہوئے تھے، آپس میں جنگ وجدال کرتے تھے، ایک دوسرے کو لوٹنا اور قتل وغارت گری کرنا جن کا مشغلہ تھا۔ انسانیت کی اس زبوں حالی پر اللہ تعالیٰ نے اپنا کرم فرمایا اور اس نے اپنا دین نازل فرمایا جسے وہ اپنی رسی ''حبل اللّٰہ'' سے تعبیر کرنا پسند فرماتا ہے۔ اور اسے سختی سے پکڑے رہنے کا حکم دیتا ہے۔ جن لوگوں نے اس کے حکم پر لبیک کہا اس کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا، اس کے دین کی مخلصانہ پیروی کی، ایک دوسرے سے محبت کرنا سیکھا، اپنے تمام اختلافات کو ختم کیا اور ایک مضبوط ومتحد قوم کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر ابھرے۔ ان کی ان مخلصانہ کوششوں سے خوش ہوکر اللہ نے انھیں نہ صرف اس دنیا میں تباہ ہونے سے اور آنے والی زندگی میں جہنم کی آگ میں جھلنے سے بچالیا بلکہ انھیں دنیا کا امام وپیشوا بنایا اور آخرت میں دائمی فلاح اور مسرت سے نوازا۔

ان آیات قرآنی میں ہمارے لیے ایک پروگرام ہے جس پر عمل درآمد کرکے ہم اس پستی سے نکل سکتے ہیں جس میں آج ہم مبتلا ہیں۔ بظاہر ہم اس بات کے لیے آزاد ہیں کہ اپنی مرضی سے اپنے تمام معاملات خود طے کریں، اپنے ادارے خود چلائیں اور جس طرح چاہیں، اپنا نظام حکومت چلائیں۔ لیکن حقیقت میں صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہم زندگی کے مختلف میدانوں میں دوسروں کے احکام کے تابع ہیں۔ ظاہری طور پر ہم مسلم ممالک کا ایک بلاک ہیں اور دوسرے ممالک کی طرح ہم بھی اپنے لیے عزت کا مقام پیدا کرنے کے لیے آزاد ہیں مگر فی الحقیقت ہم لوگ انتشار اور ابتری کے شکار ہیں، گویا کہ ہم ایک بڑا انتھا ہیں۔ ہمارے اوپر آج کی عالمی بڑی طاقتوں (Super powers) سوپر پاورس

کا کنٹرول ہے اور وہی ہمارا رخ متعین کرتی ہیں۔ داخلی و خارجی سطح پر خطرات Challenges روز افزوں ہیں اور ہم ان کے مقابلے کے لیے خاطر خواہ کچھ کر نہیں پا رہے ہیں۔

سب سے پہلے میں جس چیز کی طرف آپ حضرات کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے بیشتر مسلم ممالک میں عوام اور حکمراں طبقہ کے درمیان ایک گہری خلیج حائل ہے۔ عوام کو حقیقی آزادی حاصل نہیں ہے۔ وہ جو کچھ سوچتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں اس پر کھل کر اظہار خیال نہیں کر سکتے، ان کے مسائل کیا ہیں اور انھیں جس طرح وہ حل کرنا چاہتے ہیں، اس پر وہ کوئی رائے زنی نہیں کر سکتے ہیں۔ کوئی ایسا مناسب پلیٹ فارم بھی نہیں ہے جہاں وہ ذمہ داران حکومت کے ساتھ مل بیٹھیں اور اپنے مسائل پر گفتگو کر سکیں اور ان کے حل کے لیے صورتیں اور راہیں تلاش کر سکیں۔ اگر کبھی وہ اپنی آواز بلند کرنے کی ہمت کرتے بھی ہیں تو یا تو انھیں روک دیا جاتا ہے یا پھر بزور ان کا منہ بند کر دیا جاتا ہے۔

دوسرا بڑا مسئلہ ان ملکوں میں امریکہ اور برطانیہ کے بڑھتے ہوئے اثرات کا ہے۔ جس کے تعلق سے ان ملکوں کے عوام اپنی حکومتوں سے اتفاق نہیں کرتے۔ مزید برآں، امریکہ اور اس کے بعد برطانیہ ان حکومتوں کے کاموں اور پالیسیوں میں مداخلت کر رہے ہیں وہ لگاتار اس حد تک ان کا پیچھا کر رہے ہیں۔ اور ان حکمرانوں پر وہ ایسے طور طریقے اور ذرائع اختیار کرنے کے لئے دباؤ ڈال رہے ہیں۔ جن سے ان کے اپنے مفادات کی تکمیل ہو یا ان حکمرانوں کے مفادات کی خدمت ہوتی ہو۔ عوام کی کوئی بھلائی اس سے وابستہ نہیں ہوتی۔ یہ طاقتیں اس وقت جارحانہ رخ اختیار کر لیتی ہیں جب ایسے افکار و نظریات، اقدار اور اداروں کو کھلم کھلا فروغ دیا جاتا ہے جو اسلام کے صریحاً منافی ہیں واضح رہے کہ عوام کے نزدیک اسلام ان کی سب سے عزیز ترین شئے ہے۔ مسلم ممالک پر مغربی اثرات صرف مسلم حکومتوں ہی تک محدود نہیں ہیں۔ ان کی سیکورٹی مکمل طور پر بیرونی افواج کے کنٹرول میں ہے۔ تیل کی ان کی پوری صنعت (Oil Industry) اور ان کی معیشت کا بیشتر حصہ مغرب کے قبضے اور

انتظام وانصرام میں ہے۔ انھیں کے حکم پر تعلیمی نظام میں تبدیلیاں کی جارہی ہیں۔ وہ اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ وہ تو عوام کے افکار وخیالات اور رجحانات تک کو بدل دینا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقی اسلام کے بجائے آزاد خیال(Liberal) اسلام کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اور اس طرح وہ دنیا میں اسلام کی پیش قدمی کو روک دینا چاہتے ہیں۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے آپ کو میڈیا اور دوسرے پر امن ذرائع تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اس کے لیے وہ طاقت کا استعمال کرنے کے لیے بھی تیار رہتے ہیں۔

مسلم ممالک میں عوام اور حکمرانوں کے درمیان اختلاف کی تیسری وجہ حکومت میں عوام کی حصہ داری کا مسئلہ ہے۔ بیشتر مسلم ممالک میں حکومتیں یا تو شخصی ہیں یا ایک خاندان سے تعلق رکھتی ہیں یا ایک پارٹی انھیں چلا رہی ہے۔ بعض ممالک میں فوج کو غیر معمولی اختیارات حاصل ہیں۔ بس چند ہی ایسے خوش نصیب ممالک ہیں جہاں صحیح معنوں میں جمہوری حکومتیں قائم ہیں اور جہاں عوام کو مکمل حقیقی آزادی واختیار حاصل ہے۔ جب کہ کچھ ممالک میں حکمراں طبقہ سے باہر کے افراد کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرسکیں اور تجاویز ومشورے دے سکیں لیکن نہ تو وہ عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور نہ ہی انھیں اس کی اجازت ہے کہ وہ حکومتی فیصلوں کے سلسلے میں کوئی موثر رول ادا کرسکیں۔ ایسے ممالک جہاں حکمرانوں کا انتخاب عوام کے ذریعہ ہوتا ہے وہاں ان کا رول بس ایک خاص حد تک محدود ہے کیونکہ وہاں اصل اختیارات ایک شخص یا ایک گروپ کے ہاتھوں میں مرتکز ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ بس چند ممالک ہی ایسے ہیں جہاں حقیقی جمہوریت قائم ہے۔

پوری دنیا میں اسلام کے تئیں تیزی سے بڑھتی ہوئی دلچسپی اور مسلم ممالک میں اسلامی تحریکات کے عروج کی بنا پر حقیقی جمہوریت اور اسلام کے اصولوں کے مطابق حکومت میں عوام کی حصہ داری کے لیے دباؤ میں اضافہ ہوا ہے۔ عوام کا احساس ہے کہ جب تک خلافت راشدہ کی روشنی میں ایک اسلامی جمہوریت کے قیام کے لیے اقدامات نہیں کیے جائیں گے اس

وقت تک لوگوں کے دل باہم جڑنے اور مسلم ممالک کے متحد ہونے کا امکان نہیں ہے۔ میں یہاں خلافت راشدہ کی روشنی میں جمہوریت کی وکالت کر رہا ہوں اس سے میری مراد ایسی جمہوریت سے ہے جو خلافت راشدہ کے اصولوں پر مبنی ہو، نہ کہ اس کی تمام تفصیلات پر وہ مشتمل ہو۔ میرا خیال ہے کہ اگر حکمراں طبقہ اور عوام کے نمائندوں کے درمیان صحیح معنوں میں گفت وشنید ہو تو حکمرانی کا ایک ایسا نظام تلاش کیا جاسکتا ہے جو حقیقی جمہوریت پر مبنی ہو یعنی ایسا نظام حکومت جس میں عوام کے منتخب افراد کی نمائندگی ہو اور جو تمام لوگوں کی فلاح وبہبود کے لیے کام کرے۔

دوسری طرف ایک ایسا نظام بھی اپنایا جاسکتا ہے جو جمہوریت کے اصولوں پر مبنی ہو مگر جس میں ایک خاندان کو سیاسی ومعاشی قسم کی کچھ خصوصی مراعات حاصل ہوں جیسا کہ برطانوی نظام حکومت میں بادشاہت کو حاصل ہے۔

اس ضمن میں ایران کا معاملہ خاصی دلچسپی کا موجب ہے جہاں شہنشاہیت کے خاتمے کے بعد مختلف شعبہ ہائے حیات میں ایک انقلاب برپا ہوا ہے جیسے: معیشت، معاشرت اور حکومت وغیرہ۔ مغربی تسلط کا مقابلہ کرتے ہوئے ایران اپنی آزادی وخود مختاری کو باقی رکھنے میں کامیاب رہا ہے اور ایک جدید طاقت ور ریاست کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آیا ہے حالاں کہ داخلی طور پر وہ سیاسی امور میں مذہبی رہنماؤں کے کردار کو لے کر تنازع کا شکار ہے۔ البتہ پوری طرح مغربی تسلط کے زیر اثر بادشاہت سے ملک کو نجات دلانے اور اسے اسلامی خطوط پر ڈھالنے کے سلسلے میں ان کے کردار کو خوب سراہا گیا ہے مگر آج جو اہم سوال انھیں در پیش ہے وہ یہ ہے کہ کیا انھیں محض فقہی اور کلامی مسائل تک خود کو محدود رکھنا چاہیے جس میں ان کا اختصاص ہے۔ اور باقی عام افراد کو دوسرے لوگوں کی طرح سیاسی امور میں حصہ لینا چاہیے۔ پھر اسی سے جڑا ہوا ایک اور مسئلہ بھی ہے: اور وہ یہ ہے کہ امام خمینی علیہ الرحمہ کے جانشین رہبر صدر ریاست کا کیا رول ہونا چاہیے اور اس کے برعکس عوام کے ذریعہ منتخب صدر

کا کیا کردار ہونا چاہئے۔ اس وقت ایران اس طرح کے مسائل سے دو چار ہے۔ ان سوالات کا جواب اور نتیجہ ایران میں جمہوریت کا مقام متعین کرے گا۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے ایرانی بھائی کوئی ایسا حل تلاش کریں گے جو ایک طرف ان کی تاریخی روایت کو محفوظ رکھ سکے گا اور دوسری طرف جمہوریت کے فروغ میں بھی معاون ثابت ہوگا۔ ایک بار جب حکمراں طبقہ۔ خواہ وہ کوئی فرد ہو یا خاندان یا کوئی۔ طبقہ۔ اور عوام کے درمیان کی خلیج پر ہوجائے گی تو صحیح معنوں میں آزادی بحال ہوگی، انسانی حقوق کا تحفظ ہوگا، اور پورا ملک متحد ہوجائے گا۔ پھر اگلا قدم ہر ایک ملک کی مکمل ترقی اور ایک حد تک خاص میدانوں میں خودمختاری اور ان باہری طاقتوں پر انحصار میں کمی کا ہوگا جو ہر طرح سے اس کوشش میں لگی ہوئی ہیں کہ مسلم ممالک پر اپنے اختیار اور کنٹرول کو تمام ممکن ذرائع سے طول دیا جاسکے۔ اسلام سے سچی وابستگی، عوامی آزادی کی بحالی اور فیصلہ سازی میں عوام کی شرکت کے بغیر ملک حقیقی آزادی سے ہم کنار نہیں ہوسکتا۔

جب یہ مقصد پیش نظر ہوگا تو ہمارے ممالک کے درمیان آپس کے اختلاف کو ختم کرنا مشکل نہیں ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ تنظیم اسلامی کانفرنس (OIC) ان مسائل کو موثر انداز میں حل کرنے کے لیے مطلوبہ راستوں اور ذرائع پر غور وفکر کرے گی اور مسلم ممالک کو کم از کم یوروپین یونین کے طرز پر ایک مضبوط وفاق بنانے میں مددگار ثابت ہوگا۔ جس دن یہ خواب شرمندہ تعبیر ہوگا اس دن مسلم دنیا حقیقی معنوں میں مغربی تسلط سے آزاد ہوگی۔ اسرائیل کی پیش قدمی روکنے کے قابل ہوگی اور ہمارے فلسطینی بھائیوں کو ان کی اپنی آزاد ریاست دلوا سکے گی۔

میں اس دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ مختلف برادران ملت کا یہ اجتماع اس حقیقی اتحاد کے حصول کے لیے صحیح معنوں میں آغاز ثابت ہو جس کا خدا نے ہمیں حکم دیا ہے۔

❁❁❁